175176-مسلمانوں کے معرکوں میں حاصل ہونے والی غنیمت کا حکم

سوال

کسی جگہ ظلم وزیادتی کرنے والوں کے خلاف جہاد میں مسلمان شریک ہوتے ہیں جس طرح کہ بوسنیا میں ہوا، جب مجاہدین لڑتے ہیں تو وہ زمین بھی حاصل کرتے ہیں اور مال غنیمت اور اسلحہ وغیرہ بھی، جب ہم اسلامی ناحیہ سے بات کرتے ہیں تو پھر اسلام میں تو چوری حرام ہے، لیکن کیا یہ چوری ہے ؟

اور جب یہ ایسا نہ ہو تو پھر مسلمان شخص اس مال کو کس طرح استعمال کرے ؟

اسے کون استعمال کرے گا، اور کیا اسے تقسیم کرنا واجب ہے، اور کسے دیا جائے گا؟ اور خمس سے کیا مراد ہے ؟

اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے.

پسندیدہ جواب

اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے راستے
میں کئی ایک عظیم مقاصد اور غایت کے لیے جہاد فرض کیا ہے، جس میں دین اسلام کا غلبہ
کرنا بھی شامل ہے، اور لوگوں کو دین اسلام کی معرفت دلانا، اور اس مقصد کی حقیقت کا
ادراک کرانا بھی مقصود ہے جس کی بنا پر اللہ تعالی نے انہیں پیدا فرمایا ہے.

اور ان مقاصد اور اغراض میں اس دین
اسلام کے دشمنوں کی دشمنی کو ختم کرنا اور دور ہٹانا جو اس دین کے نور کو ختم کرنا
چاہتے اور اس دین اور دین کے ماننے والوں کو ملیا میٹ کرنے پر تلے ہوئے ہیں.

اس کی دلیل اللہ تعالی کا مندرجہ ذیل
فرمان ہے :

**.{جن مسلمانوں سے کافر جنگ کر رہے ہیں
انہیں بھی مقابلے کی اجازت دی جاتی ہے، کیونکہ وہ مظلوم ہیں، اور بلاشبہ اللہ تعالی
ان کی مدد پر قادر ہے، یہ وہ ہیں جنہیں ناحق ان کے گھروں سے نکالا گیا، صرف ان کے
اس قول پر کہ ہمارا پروردگار فقط اللہ ہے }**۔الحج (39).

آج جوکچھ بوسنیا، شیشان، کوسوو
وغیرہ دوسرے اسلامی ملکوں میں ہورہاہے یہ اسی میں سے جس کی خبر اللہ تعالی نے
کفار کے متعلق دیتے ہوئے فرمایا تھا :

.{وہ یہ چاہتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے
کفر کیاہے تم بھی اسی طرح کفر کرنے لگو تو تم برابر ہوجاؤ گے }.

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری
تعالی ہے :

.{وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کاش تم کفر
کاارتکاب کرو}.

اور ایک مقام پر فرمان باری تعالی
ہے :

.{ان اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود حق
واضح ہوجانے کے محض حسد وبغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹادینا چاہتے ہیں }.
البقرۃ(109).

اور ایک مقام پر فرمان باری تعالی
ہے :

.{اور آپ سے یہودی اور عیسائی ہرگز
راضی نہیں ہوسکتے حتی کہ آپ ان کے دین کی پیروی کرنی شروع کردیں }.

اور اسی طرح مسلمانوں اور کفار کے
مابین جاری لڑائی وہ تدافع اور دور ہٹانے میں سے ہے جو اللہ تعالی کی سنن کونیہ میں
سے ہے، جس کا ذکر اللہ تعالی نے اس فرمان میں اس طرح کیا ہے :

.{چنانچہ اللہ تعالی کے حکم سے انہوں
نے جالوتیوں کو شکست دے دی اور داود علیہ السلام کے ہاتھوں جالوت قتل ہوا، اور اللہ
تعالی نے داود علیہ السلام کو مملکت وحکمت اور جتنا کچھ چاہا علم بھی عطا فرمایا،

اگر اللہ تعالی بعض لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا، لیکن اللہ تعالی دنیا والوں پر بڑا فضل و کرم کرنے والا ہے} البقرۃ(251).

اور اسی طرح ایک جگہ فرمایا :

{یہ وہ ہیں جنہیں ناحق اپنے گھروں سے نکالا گیا، صرف ان کے اس قول پر کہ ہمارا پروردگار فقط اللہ ہے، اگر اللہ تعالی لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو عبادت خانے اور گرجے اور مسجدیں اور یہودیوں کے معبد اور وہ مسجدیں بھی منہدم کر دی جاتیں جہاں اللہ تعالی کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے، جو کوئی اللہ تعالی کی مدد کرے گا اللہ تعالی بھی ضرور اس کی مدد کرے گا، بیشک اللہ تعالی بڑی قوتوں والا بڑے غلبے والا ہے} الحج(40).

دور حاضر میں آج مسلمانوں کا صربیوں اور روسیوں اور دوسرے کفار کے خلاف جنگ تو صرف ان کفار کے ظلم و ستم اور زیادتی کو ختم کرنے کے لیے ہے، اور یہ دفاعی جہاد ہے جو شریعت اسلامیہ میں مشروع ہے، اور اس پر دین اسلام میں پائے جانے والے جہاد کے سارے احکام لاگو ہوتے ہیں.

اور ان جنگوں اور لڑائیوں میں جو کچھ مسلمان اسلحہ، اور آلات حرب، اور دوسرا سازوسامان، اور جائداد و بلڈنگیں وغیرہ حاصل کرتے ہیں یہ بالجملہ سب کچھ مسلمانوں کا ہے، اور یہ مال ان کے لیے حلال ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے :

{لھذا جو کچھ حلال اور پاکیزہ غنیمت تم نے حاصل کی ہے خوب کھاؤ پیو}.

اور غنیمت سے مراد اور مقصود وہ نقدی اور بعینہ مال وغیرہ ہے جس سے نفع حاصل کیا جائے، اور اسے مجاہدین اللہ تعالی کے راستے میں کفار سے لڑائی کرتے ہوئے حاصل کرتے ہیں، یہ حاصل کردہ مال کئی ایک وجوہات کی بنا پر چوری میں شامل نہیں ہوتا :

1- چوری یہ ہے کہ محفوظ جگہ سے بغیر کسی حق کے خفیہ طریقہ سے مال اڑایا جائے، اور یہ تو اس چوری کے بالکل مخالف ہے، جب

کہ جہاد کا مال غنیمت اور فئ کے طور پر کفار سے حق کے ساتھ لیا جاتا ہے، اور اس میں ہمارے لیے شرعی طور پر اجازت ہے.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{لھذا جو کچھ حلال اور پاکیزہ غنیمت تم نے حاصل کی ہے خوب کھاؤ پیو}.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کفار کے ساتھ جہاد اور جنگوں میں اس پر عمل بھی رہا ہے، اور ان کا سازوسامان سلب بھی کرتے رہے ہیں.

2–چوری تو معصوم اور محترم مال میں ہوتی ہے، اور لڑنے والے کفار کا مال معصوم اور محترم نہیں ہے.

3–اس میں کم از کم یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ برابری کے باب میں شامل ہوتا ہے، اس لیے کہ مسلمانوں کے مال سلب کیے گئے اور ان کے حقوق غصب ہوئے اور ان کے گھر چھین لیے گئے، تو یہ ان کے حقوق کی واپسی ہے، اور جو کچھ ان کے ہاتھوں سے چھینا گیا ہے اسے واپس لینا ہے، لھذا یہ ان کے حقوق کی واپسی میں شامل ہوتا ہے.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{اور جو شخص اپنے مظلوم ہونے کے بعد (برابر کا) بدلہ لے لے تو ایسے لوگوں پر (الزام کا) کوئی راستہ نہیں}.الشوری (41).

یعنی کوئی گناہ وغیرہ نہیں.

اور اس کے بعد فرمایا :

.{راستہ تو صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ناحق ظلم وستم کرتے ہیں}.الشوری (42)

جب یہ معلوم ہوگیا توپھر مجاہدین
کفار کے ساتھ لڑائی میں جتنا بھی مال حاصل کرتے ہیں وہ مال غنیمت اورمال فئ بنے
گا، اوران دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلا یعنی غنیمت وہ مال ہے جولڑائی کر کے حاصل
کیا جائے، اوردوسرا یعنی فئ بغیر لڑائی کیے حاصل ہوتا ہے، یعنی کفار مال چھوڑکر
بھاگ جائیں، یا بغیر لڑے ہی شکست تسلیم کرلیں.

شرعی طورپر غنیمت میں واجب یہ ہے کہ
امام یا مجاہدین کا امیر یا مسئول اورکمانڈراس مال کوجمع کرے اوراسے پانچ حصوں
میں تقسیم کرے، ایک حصہ توان جگھوں میں تقسیم کیا جائے گا جومندرجہ ذیل فرمان
باری تعالی میں مذکورہیں :

فرمان باری تعالی ہے :

**.{جان لوکہ تم جس قسم کی جو بھی
غنیمت حاصل کرواس میں سے پانچواں حصہ تواللہ تعالی اوررسول کا اوررشتہ داروں کا
اوریتیموں کا اور مسکینوں کا اورمسافروں کا}.** الانفال (41).

اورباقی چارحصے لڑائی کرنے والے
مجاہدین کے درمیان اس طرح تقسیم کیے جائیں گے کہ گھڑسوار کوتین حصے؛ (ایک اس کا
اوردوگھوڑے کے یہ اس وقت ہے جب لڑائی میں گھوڑے استعمال ہوں) اورپیدل کوایک حصہ
دیا جائے گا.

یہ مال مسلمان لشکراورفوج کے لیے
حلال اورپاکیزہ ہے، اللہ سبحانہ وتعالی نے اسے مباح کرتے ہوئے فرمایا :

**.{لهذا جو کچھ حلال اورپاکیزہ غنیمت
تم نے حاصل کی ہے خوب کھاؤ پیو}.**

اورخمس سے مراد وہی ہے جس کی طرف
آیت اشارہ کررہی ہے، اوروہ اس پہلی قسم کا مصرف ہے.

اوروہ یہ ہیں :

1–اللہ تعالی اوراس کے رسول صلی
اللہ علیہ وسلم کا حصہ :

یہ بغیر کسی تعیین کے عام مسلمانوں
کے مصالح اوررفاہ عامہ کے کام میں صرف کیا جائے گا، کیونکہ اللہ تعالی نے اسے اپنے اوراپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رکھا ہے، اوراللہ تعالی اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے غنی وبے پرواہ ہیں، تواس طرح علم ہواکہ یہ اللہ کے بندوں کے لیے ہے اورجب اللہ تعالی نے کوئی مصرف متعین نہیں کیا تویہ اس بات کی دلالت ہے کہ یہ عام مصلحت میں صرف کیا جائے گا.

دیکھیں : تفسیرابن سعدی(169/3).

2–اس میں سے ایک حصہ نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں اور بنوہاشم اوربنی المطلب میں سے آل بیت کے لیے ہے، اس میں ان کا مالداراورفقیر مرد وعورت سب برابرہیں.

3–یتیم : یہ وہ بچے ہیں جن کے ماں
باپ نہیں اوروہ بالغ نہیں ہوئے.

4–فقراء اورمحتاج لوگ.

5–مسافر، یہ وہ مسافر ہے جس کے پاس
زادراہ ختم ہوجائے اوروہ اپنے علاقے میں جانے کے لیے مال کا ضرورتمند ہو.

اوربعض مفسرین حضرات کا کہنا ہے کہ :
(غنیمت کا خمس ان صنفوں سے باہر نہیں نکل سکتا، اورنہ ہی یہ لازم ہے کہ ان میں برابرہو، بلکہ یہ مصلحت پر منحصرہے) شیخ ابن سعدی رحمہ اللہ تعالی نے اسے ہی راجح کہا ہے.

مزید تفصیل دیکھنے کے لیے تفسیرابن
کثیر(269/2)اورابن قیم رحمہ اللہ تعالی کی زادالمعاد(3/100–105)
دیکھیں.

واللہ اعلم.